© rasailojaraid.com

اقسام ملازمت

یہ مضمون اُس مضمون کا دوسرا حصہ ہے جو بعنوان "کفار کی نوکری" اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۵ مین درج ہو چکا ہے اور اس مین یہ **ثابت** کیا گیا ہے کہ نوکری مین نوکر کہنے والے کے کفر یا اسلام کا کوئی دخل نہین ہے - **نوکری** کے جواز وعدم جواز کا مناط ومدار اُس کام کا (جس کے متعلق نوکری ہو) اچھا یا بُرا ہونا ہے **لہذا** جو کام مسلمانون کو بجائے خود کرنا **جائز** ہے اسمین انکو نوکری بھی (مسلمان کی ہو خواہ غیر مسلمان کی) جائز ہے اور جو کام بُرا ہے اس مین انکو کسی کی (مسلمان ہو خواہ غیر) نوکری جائز نہین ہے -

اس **مضمون** مین اس اجمال کی تفصیل اور جائز وناجائز **اقسام** ملازمت کی تمثیل بادلیل پیش نظر ہے جسپر باعث مسلمانون کی موجودہ حالت کی اصلاح اور دین ودنیا مین ان کی فلاح کا خیال ہے -

مسلمانون مین عموماً دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہین ایک وہ جو احکام شرعی کے پابند نہین ہین - اور ان کا مسلمان کہلانا صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ مسلمانون کے گھر پیدا ہوئے اور کلمہ الاسلام (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پڑھتے ہین - بعض ان مین ایسے بھی ہین جو بعض **احکام** وشعائر اسلام کے مطابق عمل بھی کرتے ہین کبھی کبھی نماز پڑھ لیتے ہین - کچھ خیرات بھی کرتے ہین غیر معتاد ممنوعات (مردار - خنزیر - نجاسات) سے پرہیز رکھتے ہین مگر نہ بطور اصلی پیروی **مذہب** بلکہ صرف بحسب عادت وتقلید عرف - یہی وجہ ہے کہ وہ **شراب** پی لیتے ہین - اور اگر اسی شراب کے برتن مین **پیشاب** کا چھینٹا پڑ جاوے تو اوسکو دہو لینا مذہبی فرض سمجھتے ہین - حالانکہ مذہب کے روسے **شراب** اور **پیشاب** مین فرق نہین ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ مردار نہین کہاتے مگر بیگانہ مال یا رشوت سی نہین بچتے - حالانکہ رشوت اور مال غیر کا ناحق کہانا ویسا ہی حرام ہے جیسا کہ مردار کہانا -

وہ عید کی نماز پڑہ لیتے ہین - غیر معین خیرات کرتے ہین مگر پنجگانہ نماز نہین پڑہتے اور نہ زکوۃ معین ادا کرتے ہین حالانکہ نماز عید اور خیرات غیر معین نفل ہے اور نماز پنجگانہ اور زکوۃ معین فرض - وہ علانیہ زنا کرتے ہین - اور زانیون سے کچہ پرہیز نہین کرتے مگر کوئی منکوحہ عورت کو مشتبہ (جیسے جورو کو ماں* بہن کہدینا) یا اختلافی لفظ (جیسے ایک وقت مین تین# طلاق کہدینا) کہکر گہر مین بسالے تو اسکا حقہ پانی بند کردیتے ہین حالانکہ زنا قطعی حرام ہے اور مشتبہ یا اختلافی لفظ سے عورت مطلقًا اور اتفاقًا حرام نہین ہوتی -

قسم دوم وہ لوگ ہین جو احکام اسلام کے پابند ہین مسائل و احکام اسلام کا ذاتی علم رکہتے ہون خواہ اس مین دوسرے اہل علم کا اتباع کرتے ہون وہ رشوت وغیرہ ناجائز وسائل سے لوگون کا مال کام مین لانا ایسا ہی حرام سمجہتے ہین جیسے مردار یا خنزیر کہانا - وہ جہوٹ بولنے کو ویسا ہی برا سمجہتے ہین جیسے زنا کرنے کو **الغرض** وہ دیدہ ودانستہ احکام شریعت کا خلاف نہین کرتے - اور اگر احیانًا ان سے خلاف ہوجاے تو اوسپر مصر نہین رہتے

ہماری اس زمانہ مین اور اس سے پیشتر ایک مدت دراز سی ہماری قوم مین دنیاوی عزت و

* اس لفظ مین یہ اشتباہ ہے کہ اس لفظ سی کچہ معلوم نہین ہوتا کہ بولنے والے کی نیت اس سی طلاق ہے یا قسم یا ظہار - یا کچہ بہی نہین - لہذا اوسپر کوئی حکم طلاق یا قسم یا ظہار کا نہین لگایا جا سکتا جب تک کہ قائل کی نیت معلوم نہ ہو

یہی طلاق کہ تین ہین یا نہین اختلافی ہے جو رسالہ نمبر ( ) مین بصفحہ ( ) منقول ہے - بنا برعلیہ جس عورت کو ایک وقت مین تین طلاقین دیجاوین اسکا بلا نکاح جدید گہر مین بسانا بالاتفاق حرام نہین -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قسم اول سے ہین وہ ہر ایک ذریعہ سے جائز ہو خواہ ناجائز (شراب فروشی - زناکاری - رشوت ستانی - ظلم و تعدی -) دولت غالبا اور بیشتر ان ہی لوگون کو حاصل ہے* جو دنیا کماتے ہین - اور اپنا اور اپنے متعلقین غرض کا پیٹ پالتے ہین - انکی ثروت و عزت اہل اسلام کی قومی عزت و شوکت کا موجب نہین ہو سکتی - ان سے قوم کے ان افراد کو جن سے انکی غرض متعلق نہ ہو کچہ فائدہ نہین پہنچتا اور ان کی ذاتی عزت و ثروت قوم کی عزت و ہیبت متصور نہین ہو سکتی - یہ تب ہوتی جبکہ ان مین مذہب کی پابندی ہوتی کیونکہ مذہب بھی قوت کا ایک جزء اعظم ہے ایک مسلمان دنیاوی ترقی پاکر عیسائی ہو گیا تو اس نے قوم عیسائی کا ایک ممبر بڑہا دیا مسلمان قوم کا اسکی ترقی سے کچہ نہ بڑہا ایسا ہی اس فاسق کو سمجہو جس نے دنیاوی ترقی پاکر زناکاری - شراب خواری کو اپنا شبانروزی فرض و دستور العمل بنا لیا -

اور قسم دوم کے مسلمان (جنکی ترقی سے مسلمانون کی قومی ترقی متصور ہے اور انکی تباہی تباہی ہے) غالباً اور بیشتر تباہی و تنزل مین ہین - اور یوماً فیوماً بلکہ آناً فاناً تنزل و تباہ ہوتے جاتے ہین - نہ ان کے ہاتہہ مین مال ہے کہ وہ اس سے تجارت کرین دہات و اراضی کے مالک ہو جائین - حرفت و صناعت مین کمال پیدا کرین - اور ان وسائل سے وہ صاحب ثروت و شوکت ہون - انکی مذہبی ترقی و ثروت کا عام ذریعہ اسوقت اور موجودہ حالت مین صرف ملازمت ہے جس سے انکی ثروت ممکن ہے اور اسکی ذریعہ سے سلطنت مین انکی شرکت متوقع ہے سو غالباً غیر مذہب قوم (عیسائی) کے ہاتہہ مین ہے اور انکی نوکری کی نسبت انکا عام خیال یہ ہے کہ وہ بہر حال ناجائز ہے اور اسمین مذہب اسلام کی پابندی (جو انکا اصلی مقصد اور اعلے فرض ہے) فوت ہوتی ہے اسی خیال سے

---

* ان الفاظ مین یہ اشارہ ہے کہ موجودہ زمانہ مین اور اس سے پیشتر مسلمانون مین اہل عزت و ثروت ایسے لوگ بہی ہین اور ہو چکے ہین جو قسم ثانی سے ہین گو انکی تعداد بہت کم ہے -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ اکثر سرکاری نوکری نہین کرتے اور نہ ان علوم و وسائل کیطرف متوجہ ہوتے ہین جو سرکاری نوکری مین کار آمد ہین۔

یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے تمام صوبجات مین سرکاری ملازمون مین مسلمانون کی تعداد بہت کم ہے (چنانچہ ایک صوبہ بنگال کا حال اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۹ مین مذکور ہوچکا ہے)۔ اور انکی اسی قلت و حالت ذلت کی نظر سے ہز ایکسیلنسی لارڈ ڈفرن کی فیاض گورنمنٹ نے اس مضمون کا رزولیوشن نافذ فرمایا ہے کہ اُن صوبون مین جہان مسلمانون کو سرکاری ملازمت کا واجبی حصہ نہین ملتا لوکل گورنمنٹین اور عدالت ہای کورٹ حسب موقع اس ناہمواری تعداد کو برابر کرنے کی کوشش کرینگی۔ اور اپنے ماتحت افسرون کو تاکید کرین گے کہ جب وہ عہدہ ہاے مذکورہ بالا کے لیئے امیدوار منتخب کرین تو اس امر کا ضرور خیال رکھین کہ گورنمنٹ کے ماتحت افسرون مین مسلمان کتنے مقرر ہین۔

اور اس رزولیوشن کی تعمیل کیطرف لوکل گورنمنٹین (گورنمنٹ بنگال۔ گورنمنٹ پنجاب وغیرہ) بہی سرگرمی کے ساتہہ متوجہ ہین اور سرکاری ملازمت مین مسلمانون کو واجبی حصہ دینے کے لیے مستعد۔

اسپر بہی مسلمانون کا حال ابتک اس شعر کا محل صدق و مقال ہے ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

اس قسم دوم کے لوگون مین اول تو سرکاری ملازمت کی لیاقت کے اشخاص نہایت ہی کم ملتے ہین اور اگر کسی ناکافی استعداد کے ہین تو ان مین بہت سے اس نوکری سے ڈرتے اور اسکو بہر صورت گناہ خیال کرتے ہین۔ ولہذا گورنمنٹ کی اس فیاضانہ و مربیانہ پالیسی سے وہ بہت ہی کم نفع اٹہاتے ہین۔

جس سے نہ صرف انکی دنیاوی حالت کو تنزل ہوتا ہے بلکہ انکا دین و مذہب بہی تنزل ہوتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتا ہے۔ کیونکہ دین و دنیا میں خداوند قیوم عالم نے روز ازل سے ایسا تعلق قائم کر رکھا ہے جسکی اقتضا سے دین کا قیام و استحکام اسباب و وسائل دنیوی کے بغیر ناممکن نظر آتا ہے۔ اس امر کو ہم پہلے بھی کئی مضامین کے ضمن میں مدلل کر چکے ہیں۔ اور آئندہ بضمن مضمون "دنیا" اوسکو اور بھی مدلل کرینگے۔

اس قسم دوم اہل اسلام کی اس حالت زار نے خاکسار کو وقتاً فوقتاً ایسے مضامین کی (جو دنیاوی ترقی کیطرف انکو توجہ دلائیں) تحریر پر آمادہ کیا ہے۔ ان ہی مضامین سے یہ مضمون ملازمت ہے جسکا اجمالی بیان پہلے ۱۹۰۲ء میں بضمن نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۵ ہوا ہے۔ اور تفصیلی بیان آج اس پرچہ میں ہوتا ہے۔ اور اس میں وہ وعدہ پورا کیا جاتا ہے جو پہلے نمبر ۱۲ جلد ۵ میں اور پھر نمبر ۴ جلد ۶ میں کیا گیا تھا

ارباب خبرت وفطانت پر مخفی نہ ہے کہ انگریزی سلطنت کی ملازمت (بغیر* اسلامی سلطنتوں کی مثل) تین قسم ہے

قسم اول وہ ملازمت جسکو ایسے امور کے انصرام و اہتمام سے تعلق ہو جس کا شرع سے جواز یا استحسان ثابت ہے۔

جواز کی مثال خاص تشخیص یا ملکی ضرورتوں کے لیے **مکان** وغیرہ **عمارات** بنوانا یا **اراضی** وغیرہ مباحات کا محاصل وصول کرنا۔ **جائزہ** خوردنی و نوشیدنی

* جیسے سلطنت روم ہے جس میں اکثر مقدمات دیوانی و فوجداری میں شریعت کا اتباع نہیں کیا جاتا یورپین سلطنتوں کی مثل اور قوانین پر عمل ہوتا ہے۔ نہ وہاں جیبکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے نہ زنا کی حد شرعی جاری ہے۔ وعلی ہذا القیاس۔ اور طرفہ یہ کہ عین مکہ مکرمہ میں جو دین کا مرکز و مخرج ہے حدود شرعی جاری نہیں ہیں۔ اس سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ جو مشکلات و شبہات بعض اقسام ملازمت سرکاری میں موجود ہیں وہ اسلامی سلطنتوں کے بعض اقسام ملازمت میں بھی موجود ہیں اور اس مضمون میں ان دونوں کے شبہات و مشکلات کا حل پیش نظر ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا پوست یدنی اشیاء کا خرید فروخت کرنا وعلی ہذا القیاس استحسان کے مثال رفاہ عامہ خلائق کے لیے سرائین مسافرخانے اور سڑکین بنوانا نہرین تیار کرانا چورون ڈاکوون سے لوگون کی حفاظت کرنا وعلی ہذا القیاس۔

قسم دوم وہ ملازمت جسکو ایسے امور کے انصرام سے تعلق ہو جن سے شرع بالکل ساکت ہے نہ شرع سے ان امور کا جواز یا استحسان ثابت ہو نہ مخالفت کا حکم وارد ہو نہ ان امور کی نسبت شرع نے کچھ احکام و قوانین مقرر کیے ہین۔ ان امور کی تفصیلات بہت سی ملکی و علمی ایجادات ہین جیسے نقشہ بنانا پیمایش کرنا۔ وعلی ہذا القیاس

قسم سوم کی دو نوع ہین نوع اول وہ ملازمت جس مین ایسے احکام کو نافذ کرنا پایا جاتا ہے جن کو شرع نے صاف ممنوع قرار دیا ہے جیسے شراب بیچنا یا بکوانا اور اسپر محصول لگانا۔ اور سود دینا یا دلانا وعلی ہذا القیاس نوع دوم وہ ملازمت جسمین ایسے احکام کو نافذ کرنا ہوتا ہے جنکو شرع نے صریح ممنوع قرار نہین دیا مگر انکی جگہہ اور احکام اپنے طرف مقرر کیے ہین جیسے چوری و زنا کی سزا مین قید کا حکم۔ یا تین سال سے زائد المیعاد و سخت ہی کو نا قابل سماعت اور دیگر خارج کرنا وغیرہ جو ڈیشل احکام متعلق دیوانی و فوجداری جنکی جگہہ شرع مین اور احکام مقرر ہین جو احکام انگریزی سے متفاوت و مغائر ہین مثلاً چوری کی سزا مین ہاتھ کاٹنا۔ اور زنا کی سزا مین رجم کرنا یا سو دُرّہ

ضروری التماس
جو لوگ اسلامی ملازمتون کو بے تکلف جائز سمجھکر اختیار کر لیتے ہین صرف انگریزی ملازمت پر معترض اور اس سے محترز رہین وہ دو گونہ مین پڑے ہوگئے ہین وہ لوگ ہمارے اس مضمون کو پڑھکر بھی اس قسم کی انگریزی نوکری کو جائز نہ سمجھین تو اس قسم کی اسلامی نوکری سے ان شبہات و مشکلات کو جو ہم نے بیان کیے ہین اور دلائل سے اٹھاکر اسکا جواز ثابت کرین۔

© rasailojaraid.com

لگانا وعلیٰ ہذا القیاس۔ ان اقسام سے قسم اول کا جواز و استحسان تو ہماری مضمون
"کفار کی نوکری" میں بضمن رسالہ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۵ میں ایسا مدلل و مفصل ہو چکا ہے
کہ اس میں کسی کو مقال کی مجال نہیں ہے جسقدر شبہات اس کے جواز میں پائے جاتے
ہیں انکے جوابات اور جو اس باب میں علماء سلف کے اختلافات ہیں وہ سب اس مضمون
میں تفصیل موجود ہیں۔ تکرار اشاعۃ السنۃ کی عادت نہیں لہذا ہم اس تفصیل کا
اعادہ نہیں کرسکتے۔ ہاں تشویق و ترغیب ناظرین کے لیے اس تفصیل کے اجمال
اور بعض بادلیل تمثیلات کے ذکر سے رک نہیں سکتے

اس مضمون میں مستحسن نوکری کی تمثیل بادلیل حضرت یوسف علیہ السلام کا
شاہ مصر کی (جو اسوقت کافر تھا) حفاظت غلہ پر ملازمت کرنا مذکور ہے (جو سورہ
یوسف میں موجود ہے) اور اسکی تائید میں عبارت تفسیر کبیر (جسمیں اس
قصہ سے ملازمت کفار کا جواز نکالا ہے) اور عبارت تفسیر فتح البیان
(جس میں اس قسم کی ملازمت کے وجوب پر تصریح ہے) منقول ہے۔ جائز نوکری کی ایک
تمثیل بادلیل حضرت خباب صحابی کا عاصی بن وائل کے لیے تلوار بنانا اس
میں مذکور ہے (جو صحیح بخاری سے نقل کیا ہے اور اسکی تائید میں حافظ ابن حجر
عسقلانی اور قسطلانی کا کلام پیش کیا ہے) اس کے بعد بعض علما کی
اس تاویل کا کہ "شاید یہ جواز ملازمت ضرورت کی حالت سے مخصوص ہو" جواب دیا
ہے پھر اس شبہ کا کہ "کفار کی نوکری میں ان کی تعظیم پائی جاتی ہے جو جائز نہیں" سے
جواب دیا ہے اور اٹھارہ دلائل کتاب و سنت سے اسکا خلاف ثابت کیا
ہے اس کے بعد احسان کافر کے شکر کا وجوب اور اسکی خوبی کے اظہار کا جواز
ثابت کرکے مہلب کے اس قول کا کہ "کافرون کا ایسا کام نہ کرے جس سے بالآخر
مسلمانوں کا ضرر نکلے" اور ابن المنیر کے اس قول کا کہ "کافرون کی خلعت پہنکر اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذلت اٹھاکر ان کا کام نہ کرے" جوابدیا ہے اور اسکے بعد احسان کفار کا شکریہ ادا کرنا اور اقوام غیر کا اکرام کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کیا ہے۔

جائز نوکری کی دوسری مثال حضرت علی کا یہودیوں کے درختوں کو پانی دینا سنن ابن ماجہ سے ہمین نقل کیا ہے۔ اور اسکی تائید مین حافظ ابن حجر عسقلانی اور قاضی شوکانی کے اقوال کو پیش کیا ہے جس سے ملازمت کفار کا (انکے گہرون پر جاکر کیون نہو) جواز ثابت ہوتا ہے۔

قسم دوم کا جواز بھی اسی مضمون اور اس کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جن امور کی حکم سے شرع ساکت ہے وہ مباح الاصل ہین۔ اور شرع نے بھی ان کو مباح قرار دیا ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل اشاعۃ السنۃ جلد اول کے نمبر (۷) مین موجود ہے جسکا اجمال یہ ہے کہ باتفاق اہل حق (اشاعرہ و ماتریدیہ) ورود حکم شرع سے پہلے کسی پیغمبر کی نسبت کوئی حکم وجوب یا حرمت عقل سے ثابت نہین ہو سکتا اور اصل ان اشیاء مین جن سے شرع ساکت ہے اباحت و عافیت ہے جیسے آیات منقولہ حاشیہ (جن کو امام شوکانی

قال اللہ تعالی وھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا وقال اللہ تعالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا وقال اللہ تعالی رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس حجۃ بعد الرسل۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودا فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا (رواہ الدارقطنی) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال کان اھل الجاھلیہ یاکلون اشیاء ویترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت فھو عفو وتلا قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الآیۃ (ابوداؤد)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسا کہ قاضی بیضاوی وغیرہ مفسرین نے اباحت اصلیہ کو ثابت کیا ہے اور احادیث کے یہ دونا ... منقولہ حاشیہ جن سے امام نووی و شیخ محی الدین ابن عربی وغیرہ نے اباحت و مخالفت اعلیہ کا استنباط کیا ہے شاہد ہیں۔

قسم ثالث موجب بحث ہو اور اس مقام میں اسی قسم کو بحث کرنا پیش نظر ہے اسی قسم کی نسبت دوسری خیال اہل اسلام تو یہی ہے کہ وہ مطلقاً (بہر دو انواع) ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں احکام شرع کے برخلاف احکام جاری کرنا پایا جاتا ہے۔ جس کو آیات منقولہ ذیل نے کفر و ظلم و فسق قرار دیا ہے۔

(۱) سورہ نساء میں ارشاد ہے تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوے تو یہ کرتے ہیں کہ ہم نے اسکو مان لیا جو تیری طرف اور تجھ سے پہلے اترا۔ اور پھر اپنے مقدمات کو فیصلہ کے لیے منکروں کی طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ اور ان کو حکم یہ ہے کہ وہ ان سے منکر ہوں شیطان یہ چاہتا ہے کہ انکو دور بہکا دے ++ + + خدا کی قسم وہ کبھی مومن نہ ہونگے یہانتک کہ تجھے اپنا حاکم بناویں ان مقدمات میں جنمیں آپسمیں جھگڑیں پھر تیرے فیصلہ سے دل میں تنگی نہ لاویں اور ظاہر ابھی مان لیں۔

> الم تر الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطان ان یضلھم ضلالاً بعیداً + + + + فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما (نساء ع ۹)

اور سورہ مائدہ میں ارشاد ہے جو خدا کے اتارے حکم پر فیصلہ نہ کرے وہ خدا کا منکر ہے۔ دوسری آیہ میں اس کے حق میں فرمایا ہے کہ وہ اپنی جان ...

> ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم ... ومن لم یحکم بما انزل اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فاولئک ھم الظّٰلمون۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفٰسقون (مائدہ ع ۷)

ظلم کرتا ہے تیسری آیۃ مین فرمایا ہے وہ خدا تعالے کی اطاعت سے خارج ہے ۔

مگر غور و تدبر و فکر و تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم ثالث مطلقاً (بہر دو نوع) ناجائز نہین بلکہ اس قسم سے نوع اول ناجائز ہے کیونکہ اس مین احکام شرعیہ کے صریح مخالف احکام کو نافذ کرنا پڑتا ہے۔ جس کی ممانعت نہ آیات منقولہ بالا سے ثابت ہوتی ہے (جیسا کہ عام اور مصری خیال ہے) بلکہ آیات و احادیث متضمنہ ان احکام سے جن کا خلاف اس نوع ملازمت مین کیا جاتا ہے (مثلاً آیات حرمت خمر و سود و احادیث ممانعت بیع خمر و کتابت معاملہ سود و امثال ذلک) اور بعض و دیگر ان اور بہت آیات و احادیث جن مین مخالفت حکم خدا و رسول پر وعید وارد ہے اس نوع ملازمت کی ممانعت پر دلائل قاطعہ ہین جیسے آیۃ من یشاقق الرسول (الآیۃ) و من یعص اللہ و رسولہ۔ و امثال ذلک جن مین مخالفت و معصیت خدا و رسول پر وعید وارد ہے

آیات منقولہ بالا کو اس نوع ملازمت کی ممانعت کا ثابت ہونا اس لیے تسلیم نہین کیا گیا کہ ان آیات مین جو وعید وارد ہے وہ بشہادت اصول اتفاقیہ اسلامیہ صرف مخالفت احکام شریعت کی وعید نہین ہو سکتی ۔ بلکہ اس مخالفت کے ساتھ احکام شرعیہ سے انکار اور ان کے نامناسب ہونے کا اعتقاد یا اقرار اور ان احکام کے مخالف احکام کو استحسان و استصواب بھی استحقاق اس وعید کے لیے شرط ہے ۔

پہلی آیۃ کی وعید کا منکر کے حق مین ہونا تو نص قرآن سے ثابت ہے اس آیۃ

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول رایت المنفقین یصدون

کی متصل آیۃ مین فرمایا ہے جب ان کو کہا جاتا ہے خدا کے اتارے ہوئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَنْکَ صدودا (سنلعہم ۹)

حکم اور رسول کیطرف آؤ تو منافقون کو تو مونهه پهیرتے ہوے دیکھے گا۔

تفسیر معالم و مظہری وغیرہ مین ہے کہ یہودیون مین کئی مسلمان ہو گئے۔ اور کئی منافقن رہے

کان الناس من الیہود اسلموا ونافق بعضہم و
کانت قریظہ والنضیر فی الجاھلیۃ اذا قتل رجل
من بنی قریظۃ رجلا من بنی نضیر قتل بہ او اخذ
دیۃ مائۃ وسق تمر واذا قتل رجل من النضیر
رجلا من قریظۃ لم یقتل بہ واعطی دیۃ ستین
وسقا وکانت النضیر وھم حلفاء الاوس اشرف
واکثر من قریظۃ وھم حلفاء الخزرج فلما
جاء اللہ بالاسلام وھاجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الی المدینۃ قتل رجل من النضیر رجلا من قریظۃ
فاختصموا فی ذلک فقالت بنو النضیر کنا وانتم قد اصطلحنا
علی ان نقتل منکم ولا تقتلون منا ودیتکم
ستون وسقا ودیتنا مائۃ وسق[*] ونحن نعطیکم
ذلک فقال الخزرج ھذا شیء کنتم فعلتموہ
فی الجاھلیۃ لکثرتکم وقلتنا فقہرتمونا ونحن
وانتم الیوم اخوۃ دیننا ودینکم واحد فلا
فضل لکم علینا فقال المنافقون منہم انطلقوا
الی ابی برزۃ الکاھن الاسلمی وقال المسلمون
من الفریقین لا بل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قریظہ اور بنی نضیر (یہودیون) مین زمانہ جاہلیت مین مقرر تہا کہ
جب کوئی بنی قریظہ کا بنی نضیر
مین سے کسی کو مارے تو وہ قتل کیا
جائے یا ایک سو وسق کہجورین
وارثان مقتول خون بہا لین۔
اور اگر کوئی بنی نضیر کا بنی قریظہ
مین سے کسیکو مارے تو وہ مارا نجائے
صرف ساٹھہ وسق کہجورین خون بہا
دلایا جائے۔ یہ اسلیے مقرر ہوا تہا
کہ بنی نضیر (یہودی) جو اوس
(انصاریون) کے دوست تہے بنی
قریظہ (یہودیون) سے جو خزرج۔
(انصاریون) کے دوست تہے بہتر
اور عدد مین بڑہکر تہے انکی کثرت
اور شرافت کا خیال اس نا انصافی
کا موجب تہا۔ پہر جب مدینہ مین اسلام
آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[*] وسق ساٹھہ صاع کا پیمانہ ہے۔ صاع پانچ رطل اور ثلث رطل کا۔

© rasailojaraid.com